قسط سوم:

’’ آپریشن (سرجری) کے اقسام واحکام ‘‘ اسلام کی نظر میں

مفتی اقبال حسین صاحب

پوسٹ مارٹم اور رشوت خوری:

اس وقت پوسٹ مارٹم رشوت خوری کا ایک بڑا ذریعہ ہے، مقدمہ کے سلسلے میں میت کا جب پوسٹ مارٹم کرنا ہو تو فریقین کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ پوسٹ مارٹم کا نتیجہ ان کے حق میں ہو، اس مقصد کے لئے ساز باز کی جاتی ہے۔ پولیس، ڈاکٹرز اور مجسٹریٹ تک سب خوب رشوت لیتے ہیں، اور رشوت دینے والے کے حق میں من مانے فیصلے لکھے جاتے ہیں اور بے گناہ کو گناہ گار اور گناہ گار کو بے گناہ ثابت کرتے ہیں۔

اصول اسلامی کی تنسیخ:

شریعت مقدسہ ومطہرہ نے کسی بھی جرم وجنائت کے ثبوت کے لئے شہادت کو معیار قرار دیا ہے، جبکہ مروجہ پوسٹ مارٹم کے شیطانی عمل نے اسلامی اصول شہادت کو غیر مؤثر کر دیا ہے۔ مغربی اور سامراجی تہذیب اسلامی اصول کی عین ضد اور اصول فطرت کے بالکل خلاف ہے، ایک شخص فائر کر کے بے گناہ کی جان لیتا ہے، اس کا خون بہہ رہا ہے اور دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں، گواہ موجود ہیں اور قاتل بھی پکڑا جا چکا ہے اور بسا اوقات وہ اقرار بھی کر لیتا ہے لیکن پھر بھی پوسٹ مارٹم ضروری ہے ، اور پوسٹ مارٹم نے ثابت کیا کرنا ہے؟ پوسٹ مارٹم میں لکھا جاتا ہے کہ فائر سے ذرا پہلے مرنے والا سخت خوف زدہ ہو گیا تھا، شدت احساس سے اسے ہارٹ اٹیک ہو گیا اور ہارٹ اٹیک سے موت واقع ہو گئی، لھذا فائر بعد میں ہوا اور گولی چلانے والا بے قصور ہے اور اسے باعزت بری کر دیا جاتا ہے۔

گویا کہ پوسٹ مارٹم مغرب زدہ طبقہ کے ہاں حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنے کا ایک مہذب طریقہ ہے۔

جرائم پر پردہ ڈالنے کا ذریعہ:

اس وقت نہ صرف یہ کہ مروجہ پوسٹ مارٹم کے ذریعے جرائم کی روک تھام نہیں ہوسکتی بلکہ یہ جرائم پر پردہ ڈالنے کا ایک اہم ذریعہ بن چکا ہے، چنانچہ آئے دن اخبارات میں اس طرح کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں کہ جرم کے ارتکاب پر مجرم پکڑ لیا جاتا ہے اور وہ جرم کا اقرار بھی کر لیتا ہے لیکن پھر بھی اس کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے اور کوئی بہانہ نکال کر مجرم کو بری کر دیا جاتا ہے۔

(پوسٹ مارٹم اور اس کی شرعی حیثیت ص ۷۱ ط الخلیل پبلشنگ ہاؤس راولپنڈی)۔

اب ہم پوسٹ مارٹم کے ناجائز ہونے کے بارے میں اکابر علماء کرام کے فتاویٰ جات نقل کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ ہمارے اکابر علماء کرام نے ضرورت کے باوجود پوسٹ مارٹم کو ناجائز کیوں قرار دیا بنیادی وجہ میت کی توہین اور تذلیل ہے جیسا کہ آنے والے حوالہ جات سے معلوم ہوگا۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

سوال:...... (۶۹۳) جب کوئی شخص زہر وغیرہ کھا کر یا کسی کے کھلانے سے مر جاتا ہے یا زخم وضرب شدید سے مر جاتا ہے تو اس مردہ لاش کو ڈاکٹر لوگ چیر کر دیکھتے ہیں اور بعض دفعہ بعد چیرنے کے تمام لاش تو دبوا دیتے ہیں اور صرف دل وکلیجی وگردہ وغیرہ نکال کر بڑے ڈاکٹر کے پاس برائے ملاحظہ لاہور بھیجتے ہیں اور وہ بعد ملاحظہ وہیں کہیں داب یا پھینک دیتا ہے، پس عرض ہے کہ کوئی مسلمان ڈاکٹر ہو تو وہ ایسا کام کرے یا شرع شریف میں اجازت نہیں؟

الجواب:...... **فی الدر المختار :**

" حامل ماتت وولدها حی یضطرب شق بطنها الیٰ قوله ولو بلغ مال غیره ومات هل یشق قولان والاولیٰ نعم فتح "

وفی رد المحتار :

" (قوله ولو بلغ مال غیره)ای ولا مال له کما فی الفتح وشرح المنیة ومفهومه انه لو ترک مالا یضمن ما بلغه لا یشق اتفاقا (قوله والاولیٰ نعم)وانه وان کان حرمة الآدمی اعلیٰ من صیانة المال لکنه ازال احترامه بتعدیه کما فیا لفتح ومفاده انه لو سقط فی جوفه بلا تعد لایشق اتفاقا "

اس سے معلوم ہوا کہ فی نفسہ میت کا چیرنا امر نا جائز ہے، صرف کسی دوسرے زندہ کی جان بچانے کے لئے یا مال محترم کے محفوظ کرنے کے لئے جبکہ اس کا بدل بھی نہ ہو سکے بضرورت شدیدہ اجازت دی گئی ہے اور صورت مسئولہ میں یہ ضرورت شدیدہ متحقق نہیں اور جو ضرورت و مصلحت اس کا سبب ہے وہ اس درجہ کی نہیں، اس لئے عدم جواز ہی کا حکم باقی رہے گا اور جس شخص کو کلیجہ وگردہ وغیرہ مل جاویں واجب ہے کہ ان کو دفن کردے، پھینک کر بے حرمتی نہ کرے اور جس شخص کو ملازمت کی ضرورت سے ایسی چیر پھاڑ کا اتفاق ہو وہ اس فعل کو نا جائز سمجھے اور استغفار کرے، اور جب تک دوسری نوکری قابل بسر میسر نہ ہو یہ نوکری نہ چھوڑے کہ

''من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھم'' . (امداد الفتاویٰ جلد ا ص ۵۰۸) ۔

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا فتویٰ:

فتاویٰ محمودیہ میں ہے۔

پوسٹ مارٹم کے لئے قبر کھود کر میت کو نکالنا:

سوال:۱)...... کیا زہر خوانی وغیرہ کے معاملات میں نعش دفن ہو جانے کے بعد بغرض پوسٹ مارٹم نعش برآمد کرنے کی شرعاً ممانعت ہے؟ نعش کا پوسٹ ایک وجہ ثبوت ہجو قسم معاملات میں فراہم کرتا ہے۔

سوال:۲)...... اگر ایسا ہو تو کیا پولیس کو نعش برآمد کرنے سے روکنا، اس کے خلاف احتجاجی کاروائی کرنا مسلمانوں پر واجب ہے؟ خواہ وہ سلسلہ میں مزاحمت سرکاری ملازم کی زد میں بھی آتے ہوں۔

سوال:۳)...... کیا احترام قبر و میت شرع میں اس حد تک رکھا گیا ہے کہ قصاصی کاروائی کے سلسلہ میں بھی اگر نعش برآمد کرنے کی قانوناً ضرورت ہو تو بھی نہ کی جائے۔

سوال:۴)...... جو شخص پولیس میں اس مرگ مفاجات کی رپورٹ کرتا ہے وہ کسی حکم شرعی کا ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے اور کسی شرعی سزا کا مستوجب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جواب:۱)...... دفن کرنے کے بعد مذکورہ مقصد کے لئے نعش کو قبر کھود کر نکالنا شرعاً درست وجائز نہیں۔ نعش کو چیرنا بھی جائز نہیں۔ زہر کا ثبوت مجرم کے اقرار یا گواہوں کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ پوسٹ مارٹم کے ذریعہ جو ثبوت ہو وہ شرعی ثبوت نہیں اور ایسے

ثبوت پر کسی کو مجرم قرار دے کر سزا دینے کا بھی حق نہیں۔

جواب:۲)...... ایسی صورت میں قانونی چارہ جوئی وکیلوں سے کی جاسکتی ہے، قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر مقابلہ کرنے کے نتائج بسا اوقات اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ ان کا تحمل دشوار ہوتا ہے اور ایسا فتنہ کھڑا ہو جاتا ہے جس کا خمیازہ بہت سے بے قصوروں کو بھگتنا پڑتا ہے۔

جواب:۳)...... اس کا جواب نمبرا میں آگیا۔

جواب:۴)...... اخفائے واردات جرم ہے، اگر اس جرم سے بچنے کے لئے اطلاع کی ہے کہ اگر اطلاع نہ کرتا تو وہ مستوجب سزا ہوتا تب تو مضائقہ نہیں۔ اگر اس تحفظ کے علاوہ دوسرا مقصد ہے کہ دوسروں کو بلا وجہ شرعی ذلیل کیا جائے تو یہ سخت معصیت ہے، اس نے قبر کی بھی بے حرمتی کی اور میت کی بھی بے حرمتی کی، اگر اقتدار اعلیٰ ایسے شخص کے ہاتھ میں ہو جو شرعی سزا دینے کا مجاز ہو تو وہ حسب صوابدید تعزیر کر سکتا ہے، ہر شخص کو تعزیر کا حق نہیں۔ **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۹ ص ۱۳۵ ط دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی).

حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

نظام الفتاویٰ میں ہے:

پوسٹ مارٹم کا حکم:

سوال:...... پوسٹ مارٹم کے متعلق حکم شرعی سے مطلع فرمائیں، جب کہ نعش کی حرمت اسی طرح برقرار رہے جس طرح زندہ انسان کی، اور زندہ کی طرح قطع و برید کو ناجائز قرار دیا گیا ہے البتہ مندرجہ ذیل مصالح اس صورت میں پائے جاتے ہیں۔

۱)...... اگر کسی شخص کی موت کا سبب معلوم نہ ہو تو تفتیش جرائم کا محکمہ یہ جاننے کی جدوجہد کرتا ہے کہ اس کی موت زہر کھانے سے ہوئی یا گلہ گھونٹنے سے یا ڈوب کر یا کسی اور پوشیدہ سبب کے نتیجہ میں ہوئی، تاکہ ظالم کی شناخت کر کے اس کو سزا دی جائے، اس کی سرکوبی کی جائے اور جرائم کی راہ مسدود ہو جائے۔

۲)...... دوسرا پہلو اس کا یہ بھی ہے کہ بسا اوقات کسی کا انتقال ہوا اور موت کا سبب معلوم نہ ہونے کی بناء پر ایک بے قصور شخص محض شبہ کی بناء پر گرفتار کر لیا جاتا ہے لیکن نعش کے پوسٹ مارٹم کے بعد یقینی طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مرنے والا طبعی موت مرا ہے

یا اس نے خودکشی کی ہے اس صورت میں وہ بے قصور شخص بچ جاتا ہے۔

۳)...... تیسری مصلحت یہ ہے کہ کوئی وبائی مرض پھیل جاتا ہے تو ڈاکٹر لوگ پوسٹ مارٹم کے ذریعے اس بات کا پتہ لگاتے ہیں کہ اس کثرت اموات کے اسباب کیا ہیں؟ ان پر غور کر کے احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔

۴)...... چوتھی مصلحت یہ بھی ہوتی ہے کہ انسانی نعش کو کھول کر انسانی اعضاء کی ترکیب، ہڈیوں کے جوڑ، مختلف اعضاء کے درمیان تناسب وغیرہ کو اس مقصد اور غرض کے لئے دیکھتے ہیں تاکہ بیماری اور اس کے اسباب اور طریق علاج پر عبور حاصل کر سکیں وغیرہ وغیرہ۔

الجواب:

پوسٹ مارٹم آیت کریمہ ولقد کرمنا بنی آدم (الآیہ) کے صریح خلاف ہے اور اس میں جو مصالح اور مقاصد تحریر ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی واجب التحصیل نہیں ہے علاوہ ازیں اس میں انسان کو ننگا کرنا بھی لازم آتا ہے جس کا حرام ہونا ظاہر ہے اور علاوہ ازیں اور بہت سے دیگر شرعی مفاسد کا باب کھلتا ہے اور بہ سبیل تسلیم پتہ بھی لگ جائے کہ اس کی موت زہر وغیرہ سے ہوئی ہے جب بھی ظالم یا مجرم کی تعین نہیں ہو سکتی اس لئے اس فعل کے ارتکاب کی شرعاً اجازت نہیں ہوگی۔ اگر کوئی غیر مسلم کے نعش پر ایسا کرے یا کسی غیر اسلامی ممالک میں ایسا کیا جائے تو یہ فعل حجت شرعی نہیں بن سکتا اس لئے شرعاً اس کی اجازت نہیں ہوگی۔

(نظام الفتاویٰ جلد اول ص ۲۱۲ ط مکتبہ رحمانیہ لاہور)۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب نے پہلے جواز کا فتویٰ دیا تھا وہ فتویٰ حضرت کا پرانا ہے جبکہ بعد میں حضرت نے عدم جواز کا فتویٰ دیا اس لئے پہلے والے فتویٰ کا اعتبار نہیں۔

حضرت مولانا مفتی برہان الدین سنبھلیؒ کا فتویٰ:

حضرت مولانا برہان الدین سنبھلیؒ لکھتے ہیں:

پوسٹ مارٹم کا حکم:

انہی نصوص واقوال سے جن سے ہڈی توڑنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے انسان کے پوسٹ مارٹم کا شرعی حکم بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ بھی حرام ہے (جیسا کہ عام طور پر معروف بھی ہے) اس بارے میں ایسے ہی اقوال تقریباً تمام شراح حدیث کے

ملتے ہیں مزید یہ کہ مردہ کا کوئی عضو کاٹ کر علیحدہ کرنا مثلہ ہے اور مثلہ کی حرمت تقریبا متفق علیہ ہے اس لئے یہ حکم تمام علماء امت کے درمیان متفق نظر آتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا نقول سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

معجم فقہ ابن الظاہری کی یہ عبارت بھی اس کی مؤید ہے:

"اکل المحرمات وشربها عند الضرورة حلال حاشا لحوم بنی آدم وما يقتل من تناوله فلا يحل من ذلک شی" (جلد۲ص ۵۱۷)۔

یعنی انسان کا گوشت اور اس کے اجزاء کے استعمال کی کسی صورت میں اجازت نہیں، البتہ اضطراری حالت میں اس کے علاوہ دوسری حرام چیزوں کا استعمال جائز ہے۔

ان دلائل کی بنیاد پر اس مسئلہ کا یہ حکم سامنے آتا ہے کہ اعضاء انسانی (خواہ زندہ انسان کے ہوں یا مردہ) ان کی کانٹ چھانٹ یا چیر پھاڑ ممنوع ہے کیونکہ اس میں انسانیت کی توہین ہے (موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل ص ۲۶۹ ط الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور)۔

دار العلوم حقانیہ کا فتویٰ

فتاویٰ حقانیہ میں ہے:

پوسٹ مارٹم کا حکم

سوال: عصر حاضر میں اگر کوئی قتل ہو جائے یا کسی حادثہ میں ہلاک ہو جائے تو ہسپتال میں اس کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے، جس میں اعضاء کی قطع وبرید ہوتی ہے، تو شریعت مقدسہ میں اس عمل کا کیا حکم ہے؟

الجواب: جس طرح انسان کا احترام اس کی زندگی میں مسلم ہے، اسی طرح موت کے بعد بھی قابل احترام ہے۔

جس طرح زندہ انسان کو ایذاء دینا موجب جرم وگناہ ہے، اسی طرح مردہ انسان کو بھی ایذاء دینا موجب جرم وگناہ ہے، اس لئے فقہاء کرام نے بعد الموت انسانی اعضاء کی قطع وبرید کو خلاف شرع قرار دے کر پوسٹ مارٹم کو ایک قبیح اور ناجائز عمل کہا ہے۔

"لما قال الباجی يريد ان له من الحرمة فی حال موته مثل ماله منها حال حياته وان کسر عظامه فی حال موته يحرم کا يحرم کسرها حال حياته"

(فتاویٰ حقانیہ جلد۲ص ۳۹۸ ط جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ)۔

حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب کا فتویٰ:

فتاویٰ دارالعلوم زکریا میں ہے۔

پوسٹ مارٹم کا شرعی حکم:

سوال: پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ میت کی توہین میں داخل ہے یا نہیں؟

الجواب: میت کے ساتھ ہر وہ کام کرنا جس سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے جائز اور درست نہیں ہے، اور پوسٹ مارٹم میں جسم کی تقطیع ہے اور یہ معاملہ اگر زندہ کے ساتھ کیا جائے تو ضرر رساں ہے لہذا میت کے ساتھ بھی درست نہیں ہوگا اس میں جسم انسانی کی توہین ہے حتی الامکان اپنی میت کو اس سے بچانا چاہئے، لیکن اگر مجبوراً کرانا پڑے تو اس کی گنجائش ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم زکریاؒ جلد۲ص ۶۱۲ کتاب الصلاۃ ط زمزم پبلشرز کراچی)۔

غیر مقلد عالم مبشر احمد صاحب کی رائے:

دور حاضر میں انسانی لاش کا پوسٹ مارٹم عام وطیرہ بن چکا ہے۔ اس کے ذریعے قتل یا زخمی ہونے کی صورت میں وجوہات قتل وغیرہ کی آڑ میں انسانی اعضاء کی چیر پھاڑ کی جاتی ہے۔ ہمیں قرآن وحدیث میں غور وفکر کرنا ہے کہ کیا کسی میت کی چیر پھاڑ کرنا شرعی طور پر درست ہے؟ مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والی معلومات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ پوسٹ مارٹم انسانیت کی توہین ہے اور یہ مثلہ کے ضمن میں آتا ہے۔ (اسلام اور جدید میڈیکل سائنس ص ۱۳۷ ڈاکٹر محمد شوکت شوکانی ط دارالاندلس لاہور)۔

حافظ عبدالمنان نورپوری کی رائے:

کہا جاتا ہے کہ قتل کا سراغ لگانے اور قتل کی وجوہات تلاش کرنے کے لئے پوسٹ مارٹم ضروری ہے۔ اسی طرح ڈائی سیکشن کے جواز میں کہا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے بیماریوں کا سدباب اور نئی طبی تحقیق کی راہیں کھلتی ہیں۔

قائلین کا یہ بھی کہنا ہے کہ پوسٹ مارٹم اور ڈائی سیکشن انسانی صحت کی بحالی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں حالانکہ ہر وہ کام جو خلاف شریعت ہو، وہ انسان کی تباہی و بربادی کا سبب تو بن سکتا ہے فلاح وکامیابی کا ذریعہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ احادیث میں واضح

طور پر موجود ہے کہ مردہ انسان کی ہڈی توڑنا زندہ انسان کی ہڈی توڑنے جیسا ہے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے مثلہ کرنے سے منع کیا ہے۔

پوسٹ مارٹم مثلہ کی جدید قسم ہے۔ان دونوں کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ان کے ذریعے جرائم کی بیخ کنی ہوتی ہے ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا اس سے دنیا میں قتل وغارت کی وارداتیں کم ہوگئی ہیں؟ اگر جرائم کی بیخ کنی کا دعویٰ تسلیم کرلیا جائے تو چاہئے تو یہ تھا کہ وارداتیں کم ہوجاتیں لیکن یہ سلسلہ دن بدن بڑھ رہا ہے اور ان میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔اسی طرح ڈائی سیکشن کے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس سے بیماریوں کا قلع قمع ہوتا ہے یہ دعویٰ بھی محل نظر ہے امن وامان کی بحالی انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین سے ممکن نہیں۔ پوسٹ مارٹم اور ڈائی سیکشن دونوں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والے کام ہیں ہمیں یہ بات اچھی طرح سے جان لینی چاہئے انسان کی کامیابی اسلام کے بتائے ہوئے طریقوں میں مضمر ہے۔ جب انسان اسلام کے بتائے ہوئے طریقے سے ہٹ جاتا ہے تو وہ راہ ہدایت سے بھٹک جاتا ہے۔ (اسلام اور جدید میڈیکل سائنس ص ۱۴۱ ط دارالاندلس لاہور)۔

حافظ صلاح الدین یوسف کی رائے:

جدید مسائل میں ایک اہم مسئلہ انسانی لاش کے پوسٹ مارٹم کا ہے۔اس کی افادیت یہ بتلائی جاتی ہیکہ اس کے ذریعے ملزم کا سراغ لگانے میں مدد ملتی ہے علاوہ ازیں میڈیکل کے طلباء وطالبات کو بھی میڈیکل تجربات کے لئے لاش کی چیر پھاڑ سے بہت فائدے حاصل ہوتے ہیں لیکن پوسٹ مارٹم کے ذریعے جو انسانی لاش کی بے حرمتی کی جاتی ہے یہ تھوڑا سا فائدہ بے حرمتی کے لئے جواز نہیں بن سکتا جبکہ انسانی لاش کی بے حرمتی حدیث نبوی ﷺ کی رو سے حرام اور ممنوع ہے۔

علاوہ ازیں یہ دونوں فائدے ایسے ہیں کہ جن کے لئے دیگر ذرائع بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں بنا بریں پوسٹ مارٹم اور ڈائی سیکشن کا موجودہ طریقہ اور سلسلہ ایسا ہے کہ اس کا شرعی جواز سخت محل نظر ہے۔اس کے لئے متبادل ذرائع سوچنے اور اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

پوسٹ مارٹم کا مروجہ طریقہ کار بالکل غیر شرعی، غیر اسلامی، اور غیر انسانی ہے، جس میں مسلمان لاشوں کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے۔لاشوں کا جو حشر کیا جاتا ہے وہ بیان کردہ صورتحال کے پیش نظر انتہائی غیر اخلاقی ہے۔جس کی کوئی بھی لواحق اور میت کا وارث اجازت نہیں دیتا۔اگر اس کا مقصد صرف کیس کی تحقیق میں مدد لینا ہے تو صرف میت کی ظاہری لاش کا معاینہ کیا جاسکتا ہے وہ بھی پردے اور آداب انسانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی چیر پھاڑ کرنا، بعض اعضاء کو بطور دوائی استعمال میں لانا اور خرید وفروخت

کرنا یہ قطعی طور پر درست نہیں بلکہ حرام ہے۔

قاتل کے تعین کے لئے شرعی ضابطہ:

اسلام نے قاتل کے تعین کے لئے ایک قانون اور ضابطہ پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں مدعی قتل کی نظر میں قاتل معلوم ہے یا نہیں اگر معلوم ہے تو دعویٰ کے ثبوت کے لئے مدعی قتل سے گواہ طلب کئے جائیں گے گواہوں کی شہادت کی موجودگی میں ملزم کو قاتل قرار دیا جائے گا گواہ نہ ہونے کی صورت میں ملزم سے قسم لی جائے گی کیونکہ اسلام کا ایک واضح قانون ہے۔ " البینة علی المدعی والیمین علیٰ من انکر " مدعی پر گواہ پیش کرنے لازم ہیں اور منکر پر قسم لازم ہوگی) اور ملزم کو بری کر دیا جائے گا۔ اگر قاتل غیر معلوم تھا قتل کر کے بھاگ گیا۔ تو اس صورت میں اسلام نے قسامۃ کا قانون پیش کیا ہے۔

قسامت کا لغوی معنی ومفہوم:

لغوی معنی: لغت میں قسامت کے متعدد معانی آتے ہیں مثلاً قسم، صلح، حسن وجمال وغیرہ۔

احناف کے نزدیک قسامت کا اصطلاحی معنی:

شمس الائمہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:

" واذا وجد الرجل قتیلاً فی محلة قوم فعلیهم أن یقسم منهم خمسون رجلاً باللہ ما قتلنا ولا علمنا له قاتلاً ثم یغرمون الدیة " . (مبسوط سرخسی جلد ۲۵ ص ۱۰۶ ابوبکر محمد بن احمد ط ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی).

جب کسی محلہ میں مقتول پایا جائے تو ضروری ہے کہ اہل محلہ میں سے پچاس افراد قسم کھا کر کہیں کہ بخدا ہم نے اسے نہ تو قتل کیا ہے اور نہ ہی ہمیں قاتل کا علم ہے۔ پھر ان سے دیت بھی وصول کی جائے گی۔

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

" فی عرف الشرع تستعمل فی الیمین باللہ تبارک وتعالیٰ بسبب مخصوص وعدد مخصوص وعلیٰ شخص مخصوص وهو المدعی علیه علیٰ وجه مخصوص "

(بدائع الصنائع جلد ۶ ص ۳۵۲ ط المکتبہ حقانیہ پشاور)۔

شرعی اصطلاح میں مخصوص طریقہ سے مخصوص شخص (یعنی مدعی علیہ) کے خلاف کسی مخصوص سبب سے ایک مخصوص تعداد میں قسم کھانا قسامت کہلاتا ہے۔

قسامت کی شرعی حیثیت:

جمہور علماء کے نزدیک قسامت شرعاً درست ہے۔ البتہ بعض علماء سلف قعامت کے قائل نہیں:

جمہور علماء کا نظریہ اور ان کے دلائل:

جمہور صحابہ، تابعین اور فقہاء کے نزدیک قسامت جائز ہے۔ جمہور کے دلائل درج ذیل ہیں۔

(۱)...... اصول یہ ہے کہ مدعی گواہ پیش کرے اور مدعی علیہ قسم کھائے۔ اس کی تائید درج ذیل احادیث سے ہوتی ہے۔

پہلی دلیل:...... "**عن سهل بن ابى حثمة وعن رافع بن خديج انهما قالا خرج عبد الله بن سهل بن زيد ومحيصه بن مسعود بن زيد حتىٰ اذا كانا بخيبر تفرقا فى بعض ما هنالك ثم اذا محيصة يجد عبدالله بن سهل قتيلا فدفنه ثم اقبل الى رسول الله ﷺ هو وخويصةبن مسعود وعبدالرحمٰن بن سهل وكان اصغر القوم فذهب عبد الرحمٰن يتكلم قبل صاحبيه فقال له رسول الله ﷺ كبر فصمت فتكلم صاحباه وتكلم معهما فذكروا لرسول الله ﷺمقتل عبد الله بن سهل فقال لهم أتحلفون خمسين يميناً فتستحقون صاحبكم قالوا كيف نحلف ولم نشهد قال فتبرئكم يهود بخمسين يميناًقالوا كيف نقبل أيمان قوم كفار فلما رأى ذلك رسول الله ﷺ أعطىٰ عقله**" (مسلم شریف) ۔

" سہل ابن ابی حثمہؓ اور رافع بن خدیجؓ نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ ابن سہل اور محیصہ ابن مسعود سفر پر نکلے، جب دونوں خیبر پہنچے تو دونوں وہاں کسی مقام پر الگ الگ ہو گئے۔ اچانک وہاں محیصہ کو عبداللہ ابن سہل مقتول حالت میں ملے۔ انہوں نے اسے وہاں دفن کر دیا۔ پھر محیصہ ابن مسعودؓ، حویصہ ابن مسعودؓ اور عبدالرحمٰن بن اسہل حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عبدالرحمٰن ابن سہل ان میں چھوٹے تھے جب وہ اپنے دیگر ساتھیوں کی طرف سے بات شروع کرنے لگے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو عمر میں بڑا ہے اسے بات کرنے کا موقع دیں، تو وہ خاموش ہو گئے۔ پھر دوسرے دو ساتھیوں نے بات کی اور عبدالرحمٰن ابن

سہل نے بھی بات کی۔انہوں نے عبداللہ ابن سہل کے قتل کا واقعہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا،تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم پچاس قسمیں کھاتے ہو کہ اپنے مقتول ساتھی کے حق دار قرار پاؤ یا قاتل کا تعین ہو جائے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے دیکھا نہیں تو کس طرح قسمیں کھائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر تمہیں بری الذمہ کر دیں۔انہوں نے کہا ہم کافر لوگوں کی قسمیں کس طرح قبول کر سکتے ہیں۔جب رسول اکرم ﷺ نے یہ صورتحال دیکھی تو آپ ﷺ نے اس کی دیت ادا کی۔

وضاحت:

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ قسامت جائز ہے۔کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مقتول کے اولیاء کے لئے کسی فرد پر دعویٰ مشکل ہو اور قاتل معلوم نہ ہو تو اس صورت میں پچاس قسمیں دی جائیں گی لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ اولیاء مقتول کو یہود کی قسموں کا اعتبار نہیں ہے،تو آپ ﷺ نے عبداللہ بن سہل کے خون کو رائیگاں ہونے سے بچانے کے لئے بیت المال سے اس کی دیت ادا کر دی۔

دوسری دلیل :...... " عن عمرو شعیب عب ابیہ عن جدہ أن رسول اللہ ﷺ قال : البینۃ علیٰ المدعی والیمین علی من انکر الا فی القسامۃ

(سنن دار قطنی جلد ۴ ص ۲۱۸ رقم الحدیث ۵۲)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ مدعی کے ذمے ثبوت ہے اور قسم انکار کرنے والے پر ہے سوائے قسامت کے۔

وضاحت:...... اس حدیث میں حقوق کے اثبات کا عمومی ضابطہ ذکر کیا گیا ہے کہ مدعی ثبوت پیش کرے گا اور مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی لیکن قسامت کا قانون اس عمومی ضابطہ سے مستثنیٰ ہے۔اگر چہ اس حدیث کی صحت میں کچھ محدثین نے کلام کیا ہے لیکن بحیثیت مجموعی دیگر دلائل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

بعض سلف کا قسامت کے جواز سے انکار:

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ بعض علماء سلف مثلاً ابو قلابہؒ، سالم بن عبداللہؒ، سلیمان بن یسارؒ، قتادہؒ، مسلم بن خالدؒ اور عمر بن عبدالعزیزؒ (ایک روایت کے مطابق) قسامت کے قائل نہیں ہیں کیونکہ ان کے نزدیک قسامت ثابت نہیں اور کئی پہلوؤں سے

اصول شریعت کے خلاف ہے۔

قسامت کی شرائط:

چونکہ قسام کا طریقہ مخصوص حالات میں اختیار کیا جاتا ہے اور یہ شریعت کے عمومی قواعد اور قیاس سے ہٹ کر ایک استثنائی صورت ہے اس لئے فقہاء نے قسامت کے لئے کچھ شرائط مقرر کی ہیں۔

احناف کے نزدیک شرائط قسامت:

احناف کے نزدیک قسامت کی سات شرائط ہیں:

(۱)...... جسم پر زخم یا چوٹ کا نشان: مقتول کے جسم پر زخم ہو یا چوٹ ہو، گلہ گھونٹے جانے کا نشان ہو۔ اگر اس قسم کی کوئی علامت نہ پائی جائے تو پھر نہ قسامت ہے اور نہ دیت، کیونکہ اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ طبعی موت مرا ہوگا۔

اسی طرح اگر خون منہ، ناک، پاخانے یا پیشاب کے مقام سے نکلا ہو تو بھی قسامت کا طریقہ اختیار نہیں کیا جائے گا۔ ان مقامات سے کسی چوٹ یا ضرب کے بغیر نکسیر یا قے کی وجہ سے بھی خون نکل سکتا ہے۔ اس لئے کہ ظاہر احوال کے مطابق وہ شخص مقتول نہیں ہے۔ اگر خون آنکھ یا کان سے بہہ رہا ہو تو ایسی صورت میں قسامت اور دیت ہے کیونکہ ان جگہوں سے بالعموم کسی دوسرے شخص کی ایذاء رسانی کے بغیر خون نہیں نکلتا۔ یہی وجہ ہے کہ احناف کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے کہ ظاہر حال مدعی کے سچا ہونے کی گواہی دے بلکہ یہی کافی ہے کہ مقتول کسی محلہ میں پایا جائے اور اس پر قتل کے آثار بھی موجود ہوں۔

علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:

” والقتل عندنا کل میت به اثر فان لم یکن فیه القیه و لا دیة “

(المبسوط جلد ۲۵ س ۱۱۴).

ہمارے نزدیک مقتول ہر وہ مردہ شخص ہے جس پر قتل کا کوئی نشان ہو اگر قتل کا کوئی نشان نہیں ہے تو پھر قسامت اور دیت نہیں ہے۔

(۲) قاتل کا علم نہ ہو:

احناف کے نزدیک قسامت کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ قاتل کون ہے؟ اگر قاتل معلوم ہے تو پھر قتل عمد میں قصاص ہے اور قتل خطاء اور شبہ عمد وغیرہ میں دیت ہے

(۳) مقتول انسان ہو:

اگر کوئی جانور کسی محلہ میں مردہ پایا جائے تو قسامت کا طریقہ اختیار نہیں کیا جاتا کیونکہ قسامت خلاف قیاس ہے اور جو چیز کسی صریح حکم سے خلاف قیاس ثابت ہوا سے اسی معاملہ تک محدود رکھا جاتا ہے اس پر مزید قیاس نہیں کیا جاتا۔

(۴) عدالت میں دعویٰ دائر کیا ہو:

قسامت کے لئے ضروری ہے کہ اولیاء مقتول نے دعویٰ عدالت میں دائر کر دیا ہو کیونکہ قسامت قسم ہی ہے اور قسم اس وقت دلانا ضروری ہوتا ہے جب کوئی دعویٰ کیا جائے۔

(۵) قتل کے ارتکاب سے انکار:

مدعیٰ علیہ جب قتل کے ارتکاب سے انکار کر دے تو قسامت لازم آتی ہے۔ اگر مدعی علیہ قتل کا اقرار کر لے یا قتل کے بارے میں بتا دے تو پھر قسامت نہیں ہے۔

علامہ کاسائیؒ فرماتے ہیں:

" وفیھا ای نم شروط القسامة انکار المدعی علیه لان الیمین وظیفة المنکرقال علیه الصلوٰة و السلام والیمین علیٰ من انکر " . (بدائع الصنائع جلد ٦ ص ٣٥٧ ط مکتبه حقانیه پشاور).

یعنی قسامت کی ایک شرط یہ بھی ہے مدعی علیہ قتل سے انکار کر دے کیوکہ قسم منکر کے ذمہ داری ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: قسم کی ذمہ داری اس کی ہے جو انکار کرے۔

(٦) چونکہ قسم دلانا اولیاء مقتول کا حق:

چونکہ قسم دلانا اولیاء مقتول کا حق ہے اس لئے ضروری ہے کہ ان کی طرف سے قسامت کا مطالبہ ہو علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

" ومنها : المطالبة بالقسامة لأن اليمين حق المدعی وحق الانسان يوفیٰ عند طلبه "

(بدائع الصنائع جلد ٦ ص ٣٥٧).

(۷) وہ مقام جہاں سے مقتول کی لاش ملی:

وہ مقام جہاں سے مقتول کی لاش ملی ہے اس کا کوئی مالک ہو یا وہ کسی کے قبضہ میں ہو اگر وہ کسی کی ملک یا قبضہ میں نہیں ہے تو پھر قسامت نہیں ہے مثلاً مقتول کی لاش شارع عام، مارکیٹ، پل، دریا یا کسی جامع مسجد سے برآمد ہوئی ہے تو ایسی صورت میں بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی قسامت کا طریقہ اختیار نہیں کیا جائے گا (دیکھیں حوالا بالا)۔

قسامت کا طریقہ:

احناف ،حسن بصریؒ، امام شعبیؒ ، ابراہیم نخعیؒ، سفیان ثوریؒ وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ ابتداء میں قسمیں مدعیٰ علیہم سے لی جائیں گی۔ اگر وہ قسمیں کھالیں تو پھر اہل محلہ پر دیت کا ادا کرنا ضروری ہوگا۔ حضرت عمرؓ کا بھی اس قسم کا ایک فیصلہ منقول ہے صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی حضرت عمر کے اس فیصلے کی مخالفت نہیں کی۔

احناف کی دلیل:

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

" ولنا قوله عليه السلام البينة على المدعی واليمين على من انكر وفی رواية على المدعی عليه وروی سعيد بن المسيب أن النبی ﷺ بداء باليهود بالقسامة وجعل الدية عليهم لوجود القتيل بين اظهرهم " (ہدایہ جلد ۴ ص ۴۹۷ ط دار الاحیاء التراث العربی)۔

ہمارے پاس دلیل رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ بار ثبوت مدعی پر ہے اور منکر کے ذمے قسم ہے ایک روایت میں ہے کہ قسم مدعیٰ علیہ پر ہے۔ سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے پہلے قسمیں لی تھی اور ان کے پاس مقتول کے پائے جانے کی وجہ سے دیت ان پر لازم کی تھی۔

دوسری دلیل:...... صحیح بخاری میں منقول ہے کہ ایک انصاری صحابی سہیل ابن ابی حثمہ نے انہیں بتایا کہ ان کے قبیلہ کے کچھ افراد خیبر گئے وہی واقعہ جس کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"فاتونی البینة علیمن قتله ،قالوا ما لنا بینة قالقال فیحلفون قالوا لا نرضی بایمان الیهود فکره رسول الله ﷺ ان یبطل دمه فواده مائة من ابل الصدقة" (بخاری شریف)۔

قاتل کے متعلق ثبوت پیش کروانہوں نے کہا ہمارے پاس تو کوئی ثبوت نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر یہود قسمیں کھائیں گے، انہوں نے کہا کہ ہم یہود کی قسموں سے مطمئن نہیں ہیں، رسول اکرم ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ مقتول کا خون رائیگاں جائے تو آپ ﷺ نے بیت المال کے اونٹوں سے سو اونٹ دے دئے۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عام دعاوی کی طرح یہاں بھی رسول اللہ ﷺ نے مدعی سے ثبوت طلب کیا، ثبوت نہ ہونے کی صورت میں مدعی علیھم کو قسمیں دلانے کی بات کی۔

تیسری دلیل:...... رافع بن خدیج نقل کرتے ہیں کہ خیبر میں ایک شخص قتل ہوگیا۔ مقتول کے ورثاء رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا: لک شهدان یشهدان علی قتل صاحبکم قالوا یا رسول الله لم یکن ثم احد من المسلمین وانما هم یهود وقد یجترؤن علی اعظم من هذا قال فاختاروا منهم خمسین فاسحلفوهم فابوا فواده النبی ﷺ من عنده (ابوداؤد)۔

تمہارے پاس ایسے دو گواہ ہیں جو تمہارے ساتھی کے قتل پر گواہی دیں انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول وہاں تو کوئی مسلمان نہیں تھا وہاں تو صرف یہود تھے وہ تو اس سے بھی بڑھ کر جرأت کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں قسمیں دلائیں تو انہوں نے انکار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے پاس سے دیت دی۔

مذکورہ دلائل سے واضح ہوا کہ اولیاء مقتول سے قسم نہیں لی جائے گی بلکہ جن پر دعویٰ قتل ہے ان سے قسمیں لی جائیں گی اور اگر قسم کھانے سے انکار کردیں تو قاضی ان کو قید رکھے گا یہاں تک کہ قسمیں کھالیں اور قسم کھانے کے بعد وہ لوگ بری نہیں ہوں گے بلکہ دیت کا ادا کرنا ان کے ذمے لازم ہوگا۔

اس لئے پوسٹ مارٹم کے بجائے قسامت کے قانون شرعی کو نافذ کیا جائے اسلام کے قانون کو تبدیل کرنے کے بجائے انگریز ساختہ قانون کو تبدیل کیا جائے۔ اسلام کے قانون کے مقابلے میں انگریز ساختہ غیر شرعی قانون پر عمل کی اجازت ہرگز نہیں

دی جاسکتی کہ جس سے تکریم انسانیت کو پامال کیا جائے۔ ستم بالاستم یہ کہ پہلے مقتول کوظلماً قتل کیا گیا پھر دوبارہ اس کے جسم کی چیر پھاڑ کر کے اسے تکلیف وایذاء دی جاتی ہے لھذا حتی المقدور پوسٹ مارٹم سے اجتناب کیا جائے۔

مجلہ الدعوۃ فروری ۲۰۰۵ء کی اشاعت میں جناب ارشاد احمد صاحب کا تحقیقی مضمون کئی قسطوں میں شائع ہوا اس کے بعض مندرجات یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔ جو فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

K.E کالج کا مردہ خانہ اور اناٹومی ایریا: مضمون نگار لکھتا ہے کہ میں نے اس علاقے میں رہائش پذیر متعدد لوگوں سے ملاقاتیں کیں جو معلومات سامنے آئیں وہ نہایت روح فرسا اور لرزہ خیز ہیں۔

یہاں کے لوگ روزانہ اپنی صبح کا آغاز اگربتیاں سلگا کر کرتے ہیں تا کہ وہ انسانی گوشت کے جلنے کی بدبو سے بچ سکیں۔ کراکری کی ایک دوکان کے مالک سے جب میں نے معلومات چاہی تو اس کا کہنا تھا: آپ ہم سے کیا پوچھتے ہیں یہ دھواں جو اٹھ رہا ہے جا کر اسے دیکھیں آپ کو خود ہی پتہ چل جائے گا کہ یہ اناٹومی ایریا ہے یا شمشان گھاٹ۔ پریکٹیکل کے بعد بچے کھچے گوشت کو یہاں پھینک کر آگ لگا دی جاتی ہے۔ بعض دفعہ مہینے میں دو تین دفعہ آگ لگائی جاتی ہے ایک دفعہ لگائی گئی آگ چار پانچ دن تک سلگتی رہتی ہے یوں انسانی گوشت سے جلنے کی بدبو نا قابل برداشت حد تک پھیل جاتی ہے۔

ایک اور دوکاندار نے بتایا: اگر اناٹومی ایریا میں لاشوں کے اعضاء کو جلا دیا جاتا ہے تو مردہ خانہ میں لاوارث لاشوں کی ہڈیاں فروخت کردی جاتی ہیں۔ ہڈیوں کے خریدار میڈیکل کالج کے طلباء وطالبات ہوتے ہیں یا پھر جادو ٹونہ کرنے والے۔

نذیر علی نامی ایک شخص نے جس کی یہاں اپنی دوکانیں ہیں اور ان کے اوپر اس کی رہائش ہے، جہاں سے اناٹومی ایریا کی تمام سرگرمیاں نظر آتی ہیں، کہتے ہیں: اناٹومی ایریا یا مردہ خانہ میں ہم نے جو انسانی لاشوں کی بے حرمتی دیکھی، اس کا کم از کم کسی مسلمان ملک میں تصور نہیں کیا جاسکتا۔ ایک دفعہ اناٹومی ایریا کی دیوار پر انسانی جسم کے لوتھڑے، چربی اور پھیپھڑے نما اعضاء پھینک دیئے گئے۔ یہ اعضاء آدھے دیوار پر اور آدھے دیوار سے نیچے اس طرح لٹک رہے تھے کہ جس طرح جھاڑیوں پر بوسیدہ کپڑا لٹکا ہو۔ جب میں نے اناٹومی کی سربراہ لیڈی ڈاکٹر سے بات کی تو اس نے معذرت کرنے کے بجائے کہا جو کچھ ہے ہماری اپنی حدود میں ہے اپنی حدود میں ہم جو چاہیں کریں تم نے جو کرنا ہے کرلو۔

نذیر علی کہتے ہیں کہ مردہ خانہ اور اناٹومی ایریا کے باہر ہم نے کتوں کو انسانی اعضاء منہ میں اٹھائے بھاگتے اور خاکروبوں کو انسانی اعضاء جلاتے ہوئے خود دیکھا ہے۔ مجھے وہ خوفناک منظر کبھی نہیں بھولتا جب میں نے ایک طاقتور کتے کو ایک کمزور سی لاش گھسیٹتے دیکھا، وہ منظر بھی میرے سامنے ہے جب میں کوؤں کو انسانی لاشیں نوچتے، کتوں کو انسانی اعضاء کھاتے اور خاکروبوں کو

انسانی اعضاء جلاتے دیکھا۔

چشم دید صورت حال:

اس کے بعد میں نے اناٹومی ایریا کو خود دیکھنے کا فیصلہ کیا جب میں وہاں پہنچا تو 12×12 کا کباڑ خانہ گندگی اور غلاظت سے بھرا ہوا تھا۔ انسانی اعضاء بکھرے پڑے تھے اور آگ سلگ رہی تھی۔ میں دکھی اور بوجھل دل کے ساتھ وہاں اناٹومی کی سربراہ ڈاکٹر عطیہ سے ملنے کا پروگرام بنایا۔ جب ان کے آفس پہنچا تو وہ وہاں موجود نہ تھیں ان کی عدم موجودگی میں ڈاکٹر توقیر سے ملاقات ہوگئی، میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا آپ ڈائی سیکشن سے پہلے ان لاشوں کو غسل دے کر جنازہ وغیرہ پڑھاتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب کا جواب تھا کہ ہمارے ہاں لاشوں کو غسل دینے اور جنازہ پڑھانے کا کوئی اہتمام نہیں البتہ وہ لاوارث لاشیں جو انسانیت کے بہتر مستقبل کے لئے استعمال ہوتی ہیں ہم ان کی عظمت کو سیلوٹ ضرور کرتے ہیں۔

سیلوٹ فوت ہونے والے مسلمان کی نماز جنازہ کا متبادل ہوسکتا ہے؟ میرے اس سوال کے جواب میں ڈاکٹر توقیر کہنے لگے کہ آپ کی بات تو درست ہے مگر K.E کالج میں نماز جنازہ کا رواج نہیں۔

عالم عرب کے مشہور ڈاکٹر سرجن احمد شرف الدین اپنے دور طالب علمی کی یادیں تازہ کرتے ہوئے کہتے ہیں جب میں قصر عینی قاہرہ کے میڈیکل کالج کا سٹوڈنٹ تھا تب میں نے خود دیکھا کہ ڈائی سیکشن یعنی چیر پھاڑ کے دوران لاشوں کی بے حرمتی کی جاتی تھی یہاں تک کہ طلبا سگریٹ پی کر اسے میت کے ساتھ مسل کر بجھایا کرتے۔

پرانے خاکروب کی زبانی:

یہ صاحب مسیح ہیں اور اب تک ہزاروں پوسٹ مارٹم کر چکے ہیں۔ یہ بھی مجھے ایک پوسٹ مارٹم ایگزامینشن لیبارٹری میں لے گئے جہاں ایک برہنہ لاش کی چیر پھاڑ کا عمل جاری تھا۔ وہاں تین آدمی موجود تھے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں آری اور ہتھوڑا تھامے کھوپڑی کاٹنے اور توڑنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔اور اس طرح مصروف تھا جس طرح چھینی اور ہتھوڑی سے ٹائلیں کاٹی یا توڑی جاتی ہیں۔

کھوپڑی کاٹنے والا ڈاکٹر گو خاصا طاقتور تھا مگر آری کند ہونے کی وجہ سے اسے دقت پیش آرہی تھی۔ سر کے چاروں طرف آری چلانے کے بعد جب اس نے کھوپڑی کو الگ کرنا چاہا تو وہ کامیاب نہ ہوسکا۔ خاکروب مجھے بتانے لگا کہ کھوپڑی کے

بعض حصے ابھی تک نہیں کٹ سکے اس لئے کھوپڑی الگ نہیں ہو رہی۔ اسی اثناء میں ڈاکٹر نے ہتھوڑی کے ساتھ بعض جگہوں پر ٹھوکر لگا کر ہاتھ سے جھٹکا دیا تو وہ اس طرح الگ ہوئی جس طرح گھڑے سے پیالہ اٹھا لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس نے جھلی کو کاٹ کر دماغ نکال لیا پھر ایک تیز دھار آلے سے گردن کے نیچے سے لے کر ناف تک جسم چاک کر کے سینے کی ہڈی کو ہتھوڑی سے توڑ دیا۔ اب لاش کے اوپر والا حصہ پوری طرح چاک ہو چکا تھا۔ یہ لرزہ خیز منظر دیکھ کر میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور میری حالت غیر ہونے لگی۔ خاکروب نے مجھے آواز دے کر کہا کہ جناب آپ نے ہمارے خاکروب کی مہارت دیکھی؟ میں نے حواس باختگی میں اس سے پوچھا کہ کیا یہ پوسٹ مارٹم کرنے والا ڈاکٹر نہیں۔؟ تو اس نے بتایا کہ آپ لوگ کمال کرتے ہیں میں نے پہلے نہیں آپ کو بتایا تھا کہ پوسٹ مارٹم کا سارا کام ہم خاکروب ہی کرتے ہیں۔

خواتین کا پوسٹ مارٹم:

میں نے بڑی حیرانی سے اس سے پوچھا کہ کیا خواتین کی لاشیں بھی پوسٹ مارٹم کے لئے یہاں ہی لائی جاتی ہیں تو وہ کہنے لگا کہ جی ہاں پنجاب بھر سے پوسٹ مارٹم کے لئے خواتین کی لاشیں یہاں لائی جاتی ہیں اور خواتین کی لاشوں کا پوسٹ مارٹم بھی ہم خاکروب ہی کرتے ہیں۔

انسانی ہڈیوں کی خرید و فروخت:

اس کے بعد مختلف کمروں سے ہوتا ہوا ایک اور کمرے میں پہنچا تو وہاں سفید کپڑے کی ایک گٹھڑی پڑی ہوئی تھی جب میں نے اسے کھول کر دیکھا تو اس میں چمکتی دمکتی انسانی ہڈیاں تھی۔ جب میں نے کھوج لگایا کہ یہ ہڈیاں اتنی صاف کیسے ہوگئی ہیں تو مجھے پتا چلا کہ بعض لاشوں سے جب گوشت اتار لیا جاتا ہے تو اس کے بعد ہڈیوں کو کھولتے پانی میں ڈال دیا جاتا ہے جس سے ہڈیاں بالکل صاف ہو جاتی ہیں پھر یہ ہڈیاں میڈیکل سٹوڈنٹس یا جادو ٹونہ کرنے والوں کے ہاں فروخت کر دی جاتی ہیں۔

یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے:

محترم قارئین یہ صورتحال کسی غیر مسلم ملک کی نہیں بلکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دل لاہور شہر کی ہے۔ جس میں یقیناً ہمارے ہی لوگ آتے ہیں اور ان کی لاشوں کا یہ حال ہوتا ہے یہ صورتحال تو ہے ڈرف ایک اناٹومی اور مردہ خانہ کی نہ جانے ملک کے دیگر شہروں میں صورتحال اس سے بھی زیادہ خراب ہو۔

اب میں پوچھتا ہوں اہل پاکستان اور اہل اقتدار سے کہ کیا روشن خیال اور روشن پاکستان اسی کا نام ہے؟ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ کی اپنی لاش یا آپ کے کسی قریبی عزیز کی لاش کی اس طرح بے حرمتی ہو؟ اگر آپ اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتے تو پھر دیگر پاکستانیوں کے لئے آپ کیوں کر ایسا کرتے ہیں۔

ڈاکٹر، عدلیہ اور انتظامیہ:

ڈاکٹر صاحبان عدلیہ اور پولیس انتظامیہ آخر اس طرح کے پوسٹ مارٹم اور ڈائی سیکشن سے کون سے جرائم پر قابو پانا چاہتی ہے؟ کیا یہ فقط غیر مسلم ممالک کی اندھی تقلید نہیں ہے؟ کیا یہ لاش کا مثلہ کرنے کے ضمن میں نہیں آتا؟ رسول اللہ ﷺ نے تو مردہ کی ہڈی توڑنے کو زندہ کی ہڈی توڑنے کے جرم کے برابر قرار دیا ہے۔ جس قدر زندہ شخص کی حرمت واحترام ہے ویسے ہی مردہ کا بھی ہے تو کیا تقلید اغیار میں ہم اندھے تو نہیں ہوگئے؟ ہم سب لوگ مل کر اس صورتحال کی اصلاح کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ کیا جدید دور کا یہی تقاضا ہے کہ ہم اپنے دین ہی کے خلاف کرنا شروع کردیں۔ (اسلام اور جدید میڈیکل سائنس ص ۱۳۱ ط دارالاندلس لاہور)۔

سرجری آپریشن برائے تعلیم یعنی تشریح الاعضاء:

تشریح الاعضاء کی تعریف: وہ سرجری جو فن طب (ڈاکٹری) میں نظری اور عملی اعتبار سے مہارت حاصل کرنے کے لئے مردہ لاشوں پر بطور پریکٹیکل کی جاتی ہے۔

تشریح الاعضاء کا حکم:

انسانی اعضاء پر طبی مشق کرنا خواہ زندگی کی حالت میں ہو یا مرنے کے بعد دونوں طرح انسان کی بے حرمتی کی وجہ سے ناجائز ہے انسانی لاش کی چیر پھاڑ کرنا انسانی اہانت ہے کسی زندہ انسان کے علاج کے لئے مردہ انسان کی قطع وبرید جائز نہیں نصوص شرعیہ اور فقہی روایات اس پر دال ہیں چند دلائل پیش کئے جاتے ہیں:

دلیل نمبر (۱)......

" عن عائشه رضی الله عنها قالت أن رسول الله ﷺ قال كسر عظم الميت ككسره حياً".

(رواه مالک ص ۲۲۰ ابو داؤد جلد ۲ ص ۱۰۲ ابن ماجه ص ۱۱۷).

فیض القدیر میں یہ روایت کچھ زیادتی کے ساتھ ان الفاظ میں مروی ہے:

" قال علیه السلام کسر عظم المیت ککسره عظم الحی فی الأثم کذا عن ام سلمةؓ "

(فیض القدیر ص ۵۵۰).

مردہ انسان کی ہڈی توڑنے میں ایسا گناہ ہے جیسا کہ زندہ انسان کی ہڈی توڑنے میں۔

عقلی طور پر اس کی چار صورتیں نکلتی ہیں:

(۱)...... کسی زندہ آدمی کی ہڈی دوسرا انسان توڑ دے:

(۲)...... ایک آدمی کسی دوسرے مردہ انسان کی ہڈی توڑ دے:

(۳)...... آدمی خود اپنی زندگی میں اپنی کسی ہڈی کو توڑ دے:

(۴)...... یا مرنے کے بعد کسی کو توڑنے کی اجازت دے:

پہلی دو صورتیں تو حدیث کی صریح نص سے ثابت ہیں کہ جس طرح کسی زندہ انسان کی ہڈی توڑنا معصیت اور گناہ ہے اسی طرح مردہ انسان کی ہڈی توڑنا بھی معصیت اور گناہ ہے۔آخری دونوں کا معصیت ہونا حدیث مذکورہ کی دلالت النص سے ثابت ہے۔حدیث کی مکمل شرح پوسٹ مارٹم کے ذیل میں گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ کی جائے:

دلیل نمبر۲:...... مصنف ابن ابی شیبہ میں عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی مردہ انسان کو مرنے کے بعد ایذاء پہنچانا ایسا ہی ہے جیسا کہ زندگی میں ایذاء پہنچانا (امام مالک،ابوداؤد اور ابن حبان نے اس کو روایت کیا ہے)۔

حدیث سے واضح ہوا کہ انسانی اعضاء کی قطع و برید اور اس میں چیر پھاڑ جس طرح اس کی زندگی میں جائز نہیں۔اسی طرح اس کے مرنے کے بعد بھی ناجائز بلکہ حرام ہے خواہ اس کی رضاء سے ہو یا بلا رضاء کیونکہ انسانی جسم کا قتل اور اعضاء میں قطع و برید کرنے کا اختیار کسی انسان کو حاصل نہیں جیسا کہ خودکشی کرنے کے متعلق حدیث سے معلوم ہوگا کیونکہ یہ تمام افعال تکریم انسانی کے منافی ہے اور چونکہ مردہ انسان کو اس سے تکلیف ہوتی ہے تو اس قطع و برید میں اعضاء کو الگ کرنے میں اس کو ایک قسم کی تعذیب دینا ہے۔اس لئے انسانی لاشوں پر طبی تجربہ کرنے میں لاش کی تکریم وتحریم کو پامال کیا جاتا ہے۔

دوسری وجہ:...... میت پر طبی تجربات کرنے میں دوسری بڑی خرابی یہ لازم آتی ہے کہ میت اپنے کئی حقوق سے محروم رہتی ہے مثلاً ایسے میت اپنے کفن دفن غسل، جنازہ وغیرہ سے محروم رہتا ہے حالانکہ میت کو غسل دینا، کفن دفن کرنا، اس کا جنازہ پڑھنا مسلمانوں پر واجب ہے، اس لئے میت کی لاش پر طبی تجربہ کرنے کی صورت میں ان تمام چیزوں کا چھوڑنا لازم آتا ہے ایسے لاش کو نہ

تو سنت کے مطابق دفن کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس کا جنازہ پڑھایا جاتا ہے۔

چنانچہ سنن ابی داؤد میں حصین بن دحوحؓ سے روایت ہے کہ طلحہ بن براءؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے ان کی حالت نازک دیکھ کر آپ ﷺ نے دوسرے آدمیوں سے فرمایا میں محسوس کرتا ہوں کہ ان کی موت کا وقت آہی گیا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو مجھے خبر کی جائے اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے کیونکہ کسی مسلمان کی میت کے لئے مناسب نہیں کہ وہ دیر تک اپنے گھر والوں کے بیچ میں رہے۔ (ابی داود جلد ۲ ص ۹۷ باب تعجیل الجناۃ ط مکتبہ رحمانیہ لاہور)۔

اسی طرح شعب الایمان امام بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب تمہارا کوئی آدمی انتقال کر جائے تو اس کو دیر تک گھر میں مت رکھو اور قبر تک پہنچانے اور دفن کرنے میں سرعت سے کام لو۔ (بیہقی شعب الایمان بحوالہ معارف الحدیث)۔

علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ صرف مجمع کے زیادہ ہونے کے لئے جنازہ میں تاخیر کرنا یہ بھی جائز نہیں ہے چنانچہ درمختار میں ہے۔

" وکرہ تاخیر صلاتہ و دفنہ لیصلیٰ علیہ جمع عظیم بعد صلاۃ الجمعۃ ".

(درمختار کتاب الجنائز مطلب فی حمل المیت جلد ص ۲۳۲ ط ایچ ایم سعید کراچی)۔

اسی طرح نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد دفن میں تاخیر کرنا بھی مکروہ ہے چنانچہ امام نوویؒ شرح المہذب میں تحریر فرماتے ہیں:

" اذا صلی علیہ فالسنۃ ان یبادر بدفنہ ".

(المجموع شرح المہذب جلد ۵ ص ۲۴۴ ط دار الفکر بیروت).

اس لئے میت پر طبی تجربہ کرنے میں دوسری بڑی خرابی یہ پائی جاتی ہے کہ میت کو اس کے حق سے محروم رکھا جاتا ہے بلکہ ایسی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے لاش کو جلا دیا جاتا ہے یا اس کی ہڈیوں کو پانی سے صاف کر کے جادوگروں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے یا ویسے ہی پھینک دی جاتی ہیں۔

تیسری وجہ:...... ایک بڑی خرابی انسانی لاشوں پر میڈیکل پریکٹس کرنے میں یہ بھی ہے کہ میڈیکل پریکٹس کرنے والے مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی اسی طرح لاش مرد کی بھی ہوتی ہیں اور عورتوں کی بھی شرعی مسئلہ جو احادیث سے ثابت ہے اور جسے فقہاء کرام نے ذکر کیا ہے کہ ناف سے لیکر گھٹنوں تک کا حصہ مرد کا ستر ہے اور عورت کا ستر اس کا پورا بدن ہے بغیر ضرورت کے مثلا

علاج وغیرہ کے کسی بھی مرد یا عورت کے ستر کی طرف دیکھنا ناجائز اور حرام ہے اسی طرح کسی کی ستر کو چھونا بھی حرام ہے جبکہ لاش پر طبی تجربہ کرنے کی صورت میں غیر کے ستر کی طرف دیکھنا اور چھونا لازم آتا ہے

جس طرح زندہ آدمی کی ستر پر نگاہ ڈالنا ناجائز ہے اسی طرح مردہ کے ستر پر نگاہ ڈالنا بھی ناجائز اور حرام ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سنن ابی داؤد میں ہے عن علیؓ ان النبی ﷺ قال لا تبرز فخذک ولا تنظر فخذ حیء ولا میت (ابی داؤد جلد۲ ص ۹۵ کتاب الجنائز باب فی سترۃ المیت عند غسلہ ط مکتبہ رحمانیہ) اے علی اپنی ران کسی کے سامنے ظاہر مت کر اور نہ کسی زندہ یا مردہ کی ران کی طرف نظر کر علامہ شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ لمعات میں فرماتے ہیں:

" دل علی 'ان المیت والحی سواء فی حکم العورة "

علامہ خلیل احمد سہانپوریؒ فرماتے ہیں:

" فدل ھذا الحدیث علی ان المیت فی حکم ستر العورة کالحو "

(بذل المجھود جلد۵ ص۱۹۱ ط مکتبہ قاسمیہ ملتان)۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ میت ستر عورت کے حکم میں زندہ کی طرح ہے یعنی جس طرح زندہ آدمی کا ستر دیکھنا گناہ ہے اسی طرح مردہ کا ستر دیکھنا بھی گناہ ہے

ترمذی شریف میں عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

" أن النبی ﷺ قال الفخذ عورة " . (ترمذی شریف جلد ۲ ص ۵۶۸).

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ران ستر ہے۔

اگر مرد مرد میت کی لاش پر تجربہ کرے گا تو ناف سے نے کر گھٹنوں تک کا حصہ کھولنا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ لیکن لاش اگر عورت ہو تو پھر مرد کے لئے اس کا سارا جسم ستر ہے اس لئے عورت کی لاش پر طبی مشق کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بہر حال تیسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ مردہ کی لاش پر طبی مشق کرنے سے ایک حرام فعل 'النظر الیٰ ستر الغیر" کا ارتکاب لازم آئے گا جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔

اشکال:... اگر کسی کے ذہن میں یہ اعتراض پیدا ہو کہ ڈاکٹر کو تو فقہاء کرام نے اجازت دی ہے کہ وہ بوقت ضرورت

مریض کے ستر پر نظر ڈال سکتا ہے تو یہ بات اپنی جگہ بالکل درست ہے مریض کی صورت میں اس کی جان بچانا مقصود ہوتا ہے جبکہ یہاں ایسی کوئی صورت نہیں پائی جاتی ۔ پھر وہاں پر ضرورت فی الحال موجود ہے جبکہ طبی مشق کی صورت میں فی الحال ضرورت یا اضطراری حالت نہیں ہے اس لئے یہ اشکال غلط اور بے بنیاد ہے۔

چوتھی وجہ:...... جو علماء یا جو حضرات لاش پر طبی مشق کرنے کو جائز کہتے ہیں کیا وہ اس بات کو اپنے لئے اور اپنے رشتہ داروں کے لئے یہ بات پسند کریں گے کہ ان کی لاش کو تختہ مشق بنایا جاتا رہے اور بغیر کفن اور دفن کے ان کے رشتہ دار بھائی، بہن، والد، بیٹا، چچا، ماموں وغیرہ کی لاشوں کو ڈاکٹری پڑھنے والوں کے حوالہ کردیں کوئی بھی آدمی یہ بات اپنے لئے یا اپنے رشتہ داروں کے لئے پسند نہیں کرتا تو پھر غیر لاوارث لاشوں کے ساتھ یہ ظلم کیسے روا رکھا جاتا ہے کیا وہ لاوارث انسان نہیں ہے۔

مردہ کی لاش پر میڈیکل پریکٹس کرنے کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے بعض علماء جواز کے قائل ہیں اور بعض عدم جواز کے: " **هيئة كبار العلماء بلمملكة العربية السعوديه ،مجمع الفقه الاسلامى بمكة المكرمه ،لجنة الافتاء بالأزهر بمصر** "

بعض علماء نے علم طب سیکھنے کی غرض سے مردہ لاشوں کی چیر پھاڑ کی اجازت دی ہے ان کے نزدیک مذکورہ صورت جائز ہے البتہ علماء دیوبند کا رجحان یہ ہے کہ انسان کی لاش کی چیر پھاڑ کرنا جائز نہیں جن علماء نے طبی مشق کے لئے مردہ کی چیر پھاڑ کو ناجائز قرار دیا ہے ان میں سے:

" **شيخ محمد بخيت المطيعى ،الشيخ العربى بوعياد الطبخى، الشيخ حسن بن على السقاف ، شيخ محمد بن عبد الوهاب بحيرى ،الشيخ محمد برهان الدين السنبهلىؒ ،مفتى رشيد احمد لدهيانوىؒ ،مفتى محمود حسن گنگوهىؒ** " ۔ شامل ہیں۔

اکابر علماء کرام کے فتاویٰ جات اس کے عدم جواز کے بارے میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دھلویؒ کا فتویٰ:

کفایت المفتی جدید میں ہے: میت کے احترام کا حکم، عورت میت کے پردہ کے احکام، طبی معائنہ کی شرعی حیثیت، غیر محرم کا عورت کی میت کا معاینہ کرنا:

سوال: (۱) موت واقع ہوجانے کے بعد میت کے احترام کے متعلق کیا حکم ہے؟

سوال:(۲) مسلمان عورت کی میت کے احترام اور پردے کے احکام کیا ہیں؟

سوال:(۳) لاش کا طبی معاینہ (جس میں لاش کو چیر پھاڑ کر اندرونی حصہ دیکھتے ہیں) کس حکم شریعت کے ماتحت آتا ہے؟ کیا نامحرم مرد کے ہاتھوں میں عورت کی برہنہ میت کا جانا، بطریق مذکور اس کا معاینہ جائز ہے؟

جواب:(۱) مسلمان میت کی نعش کا احترام مثل زندہ کے احترام کے بلکہ بعض صورتوں میں اس سے بھی زیادہ لازم ہے (مثلاً جنازہ سے آگے چلنا اور قبرستان میں چارپائی کو رکھنے سے پہلے بیٹھنا وغیرہ میت کے احترام کی وجہ سے منع ہے)

جواب:(۲) مسلمان میت اگر عورت ہو تو اس کے پردے اور ستر کے احکام زندگی کے احکام سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں یعنی اس کا شوہر بھی اس کے ننگے جسم کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

فی الدر المختار شرح تنویر الابصار باب الجنائز ویمنع زوجها من غسلها ومسها "

جواب:(۳) طبی معاینہ کی بہت سی صورتیں شرعی ضرورت کے بغیر واقع ہوتی ہیں جو ناجائز ہیں اور اگر کوئی خاص صورت شرعی ضرورت کے ماتحت جائز بھی ہوتی ہم اس میں شرعی احکام متعلقہ ستر واحترام میت کا التزام ضروری ہوگا، اس میں شبہ نہیں کہ میت کے جسم کو پھاڑنا چیرنا اس کے احترام کے منافی ہے اور جب تک ایسی کوئی قوی وجہ نہ ہو کہ اس کے سامنے اس بے حرمتی کو نظر انداز کیا جا سکے چیر پھاڑ جائز ومباح نہیں ہو سکتی:

فی فتح القدیر : " فی التجنیس من علامة النوازل امرأة حامل ماتت واضطرب فی بطنها شیء وکان رأیهم انه ولد حی شق بطنها "

(۴) عورت کی برہنہ میت غیر محرم میت مرد کے ہاتھوں میں جانا تو درکنار اس کی نظر کے نیچے بھی نہیں جا سکتی:

" قال الله تعالیٰ : یاایها النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن " . (کفایت المفتی جدید جلد۴ ص۲۰۰ ط دار الاشاعت کراچی) ۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ کا فتویٰ:

انسان (بجمیع اجزاءٖ) محترم ہے، خواہ کافر ہو یا مسلمان زندہ ہو یا مردہ کو جلانا، لاش کو بیچنا یا خریدنا، مردہ کا ڈھانچہ بغرض تشریح مطب میں رکھنا، بچہ کو تاوقتیکہ مر نہ جائے پیٹ سے کاٹ کر نکالنا، عورت کا دودھ سوائے بچہ کے ایام رضاع میں پینا یا خارجا

استعمال کرنا، مثلاً آنکھ یا کان میں ڈالنا سب ناجائز ہیں۔

(بہشتی زیور حصہ ۹، طبی جوہر، حیوان کا بیان ص ۶۵۸ ط دارالاشاعت کراچی)۔

مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا فتویٰ:

فتاویٰ محمودیہ میں ہے طبی تجربہ کے لئے لاش چیرنا:

سوال: طبی اغراض کے لئے مردہ انسانوں کی لاش کا چیرنا پھاڑنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: شریعت نے مردہ انسانوں کا احترام اسی طرح ضروری قرار دیا ہے جس طرح زندہ کا، پس محض طبی تجربات کے لئے مردوں کا چیرنا پھاڑنا جائز نہیں۔ امام مالکؒ مؤطا میں بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

" کسر عظم المسلم میتا ککسرہ وھو حی قال مالک تعنی فی الاثم ، قال الباجی یرید ان لہ من الحرمۃ فی حال موتہ مثل مالہ منھا حال حیاتہ وان کسر عظامہ فی حال موتہ یحرم کما یحرم کسرھا حال حیاتہ وانھما لایتساویان فی القصاص وغیرہ وانما یتساویان فی الاثم وقال الزرقانی فی الاتفاق علیٰ حرمۃ فعل ذلک بہ فی الحیوٰۃ والموت لا فی القصاص ولدیۃ فمرفوعان عن کاسر عظم المیت اجماعاوحاصلہ ان عظم المیت لہ حرمۃ مثل حرمۃ عظم الحی لکن لا حیاۃ فیہ فکان کاسرہ فی انتھاک الحرمۃ ککاسرہ عظم الحی ویعدم القصاص والارش لانعدام المعنی الذی یوجبہ من الحیوٰۃ قال الطیبیؒ اشارۃ الی انہ لایھان میتاً کما لایھان حیاً " (اوجز المسالک جلد ۴ ص ۵۰۷)۔

وفی ردالمحتار: الآدمی مکرم شرعا وان کان کافرا والمراد تکریم صورتہ وخلقتہ وکذا لم یجز کسر عظام میت کافر انتھیٰ " ۔ (ردالمحتار جلد ۴ ص ۲۳)۔

البتہ اگر کسی عورت کے پیٹ میں بچہ ہو اور عورت مر جائے تو پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیا جائے گا، اگر عورت تو زندہ ہے لیکن بچہ پیٹ میں مر جائے تو بچے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکال لیا جائے گا، بلا قصد اگر کوئی شخص کسی کا موتی نکال لے اور پھر مر جائے تب بھی پیٹ چاک کر کے موتی نکالنا درست نہیں، کیونکہ حرمت مال سے حرمت نفس اعظم ہے، حاصل یہ نکلا کہ اگر مردہ انسان سے زیادہ قابل لحاظ شے بغیر لاش چیرے فوت ہوتی ہو تب تو لاش کا چیرنا درست ہے ورنہ نہیں۔

" رجل ابتلع درة رجل فمات المبتلع فان ترک مالا کانت قیمة الدرة فی ترکته وان لم یترک مالاً لایشق بطنه لان الشق حرام وحرمة النفس اعظم من حرمة المال وعلیه قیمة الدرة لانه استهلکها وهی لیست من ذوات الامثال فکانت مضمونة بالقیمةفان ظهرله مال فی الدنیاقضی منه والا فهو مأخوذ به فی الآخرة،حامل ماتت فاضطرب فی بطنها ولد فان کان فی اکبر الرأی. .انه حی یشق بطنها لاناابتلینا ببلیتین فتختار اوهونهما وشق بطن الام المیتة اهون من هلاک الولد الحی "

(بدائع الصنائع جلد۵ص۱۲۹)۔

" حامل ماتت وولدها حی یضطرب شق بطنهامن الایسرویخرج ولدهاولو بالعکس وخیف علی الام قطع واخرج ولو میتاوالا لا کما فی کراهته الاختیار اه در مختار (قوله بالعکس)بان مات الولدفی بطنهاوهی حیة(قوله قطع)بان تدخل القابلة یدهافی الفرج وتقطعه بالةفی یدهابعد تحقق موته (قوله والا لا)أی لوکان حیا لایجوز تقطیعه لأن موت الام به موهوم، فلا یجوز قتل آدمی حی لأمر موهوم،اه شامی " ۔ (جلد اص ۹۳۸)۔

حتی کہ اگر حاملہ عورت ایام پورے ہونے کے بعد مری اور بچہ اس کے پیٹ میں متحرک تھا، اس کو دفن کر دیا گیا، پھر کسی نے خواب میں دیکھا کہ عورت کا بچہ پیدا ہو گیا تو اس خواب میں قبر کو کھودنا جائز نہیں، کیونکہ اگر یہ خواب صحیح ہے تب بھی بچہ کے زندہ رہنے کی توقع نہیں، بلکہ ظن غالب ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی مر گیا ہوگا اور قبر کھودنے میں لاش کی توہین ہے۔

" حامل ماتت وقد أتی علی حملهاتسعة اشهر، وکان الولد یتحرک فی بطنها، فدفنت ولم یشق بطنها، ثم رویت فی المنام انهاتقول :ولدت ، لاینبش القبرلان الظاهر أنهالو ولدت کان المولود میتاً اه " ۔ (پ فتاویٰ قاضی خان جلد اص ۲۲۹) ۔ (فتاویٰ محمودیہ جدید جلد ۱۸ص ۳۴۰ ط دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی)۔

مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا دوسرا فتویٰ:

طبی تحقیق کے لئے میت کو چیرنا:

سوال:...... تحقیق طلب امر یہ ہے کہ طبیہ کالجوں میں آج کل فن تشریح پڑھانے کے لئے مردہ کا ڈھانچہ سامنے رکھا جاتا ہے اور اس کی چیر پھاڑ کر کے طلباء کو سمجھایا جاتا ہے اور یہ چیز آج کل طبی تعلیم کے لئے ضروری ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ شرعاً مردہ جسم کی بیع وشراء اور اس کا طبیہ کالج میں رکھنا اور چیر پھاڑ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

بہشتی زیور حصہ ۹ ص ۱۰۳ طبی جوہر میں اس کو ممنوع لکھا ہے لیکن موجودہ دور میں اس سے بچنا مشکل ہے اگر کوئی جواز کی صورت ہو تو تحریر مدلل فرما کر ممنون فرمائیں۔ محمد عبداللہ رحمت

الجواب حامداً ومصلیاً: مردہ کی بیع وشراء جائز نہیں باطل ہے طبی تعلیم کے لئے اس کو سامنے رکھ کر چیر پھاڑ کے تجربہ ومشق کے لئے بھی جائز نہیں، اس نوع کی تعلیم ہی واجب نہیں کہ اس کی خاطر حرام فعل کو جائز کرنے کی کوشش کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۸ ص ۲۴۳)۔

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کا فتویٰ:

احسن الفتاویٰ میں ہے:

سوال: میڈیکل کی تعلیم جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

الجواب باسم ملہم الصواب: مردوں کی چیر پھاڑ کرنا انسانی ڈھانچے کی بے حرمتی ہے اس لئے جائز نہیں ہے۔ اگر جانوروں کے پلاسٹک کے ڈھانچے استعمال کئے جایں تو ڈاکٹری پڑھنا جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۸ ص ۲۲۳)۔

مولانا یوسف لدھیانویؒ کا فتویٰ:

آپ کے مسائل اور اُن کا حل میں ہے:

سوال:...... آج کل جو ڈاکٹر بنتے ہیں مختلف قسم کے تجربات کرتے ہیں۔ جس میں پوسٹ مارٹم بھی شامل ہے جس میں انسانی اعضاء کی بے حرمتی ہوتی ہے یہ کہاں تک درست ہے قرون اولیٰ میں اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ مسلمان کی لاش پر تجربات نہیں کئے جاسکتے اور غیر مسلم کی لاش پر کر سکتے ہیں، یہ کہاں تک درست ہے؟

جواب:...... انسانی لاش کی بے حرمتی جائز نہیں ہے نہ مسلمان کی نہ غیر مسلم کی۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۱۲۵)۔

حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحبؒ کا فتویٰ:

خیر الفتاویٰ میں ہے:

ڈاکٹر کو ایک مریضہ کی تشخیص کے لئے عموماً یہ صورت پیش آتی ہے کہ اس کو مریضہ کے سارے جسم کا ہاتھوں سے معائنہ کرنا پڑتا ہے یہاں تک کہ بعض حالات میں اعضاء مخصوصہ کا معائنہ بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ اور سب میں مہارت حاصل کرنیکے لئے مردہ جسم پر عمل جراحی کروائی جاتی ہے براہ کرم جواب مفصل مرحمت فرمائیں؟

الجواب:...... مرض کی تشخیص اور اس کے علاج کے لئے جن اعضاء کا چھونا یا دیکھنا لابدی ہو تو مجبوری کی حالت میں ان کے دیکھنے اور چھونے کی اجازت ہے (جبکہ بدون اس کے تشخیص و علاج درست نہ ہو سکتا ہو) البتہ انسانی جسم پر عمل جراحی برائے مہارت سو بوجوہ ذیل شرعاً اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

(وجہ اول)...... مسلمان میت کو غسل دینا کفن پہنانا اور پھر دفن کرنا شرعاً تمام اہل اسلام کے ذمے فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے کما فی الدر المختار وغیرہ من المعبزات اور عمل جراحی کی مشق کے لئے مردہ جسم کو محفوظ رکھنے کے ساتھ احکام بالا کی تعمیل کا ہونا ممکن نہیں۔

(وجہ دوم)...... حق تعالیٰ سبحانہ نے انسان اور باقی تمام اشیاء (مثلاً معدنیات، نباتات، حیوانات) کے مقاصد تخلیق میں بنیادی فرق رکھا ہے پورے عالم میں پھیلی ہوئی اجناس مقدرہ کی ان گنت اشیاء کو اس لئے وجود میں لایا گیا تا کہ مختلف انسانی حاجات کی براری اور زندگی کے گوناگوں تقاضوں کی تکمیل ہو سکے قرآن کریم میں ہے:

" هُوَ الذی خَلَقَ لَکُم مَا فِی الاَرض جمیعاً "

(۲) " وسخر لکم ما فی السموٰت وما فی الارض جمیعا "

لوہا پیتل، چاندی، سونا اور تمام معدنیات اناج غلے سبزیاں اور دیگر نباتات اسی طرح حیوانات ان سب اشیاء کو انسان کے تصرف میں دے دیا گیا ہے انسان مختلف طریقوں سے اپنی زندگی کو باضابطہ آسودہ اور محفوظ بنانے کے لئے ان اشیاء کو استعمال میں لاتا ہے کوئی چیز پیس کر کام آتی ہے کوئی کٹ کر کسی کو گرم کر کے کارآمد بنایا جاتا ہے، کسی کو ٹھنڈا کر کے، کسی چیز کو چیر پھاڑ کر کام میں لایا جاتا ہے۔ تو کسی کو سی کر کسی کو پرو کر کہیں تحلیل ہوتی ہے کہیں ترکیب و تجزیہ ہوتا ہے کہیں تنقید۔ الغرض ان اشیاء کو انسان کے استعمال ہی کی غرض سے پیدا کیا ہے اور ان کی حیثیت محض سامان زندگی اور متاع انسانی ہونے کی ہے پس ان میں سب تصرفات درست ہیں بخلاف انسان کے کہ اسے خداوند قدوس نے سامان اور متاع کی حیثیت سے نہیں پیدا کیا کہ

ضروریات زندگی میں اسے بھی چیر پھاڑ کر یا کھوٹ چھان کر یا گلا پگھلا کر لگایا یا استعمال کیا جاسکے بلکہ انسان کو صاحب متاع اور فطرتی طور پر ان اشیاء میں تصرف کنندہ بنایا ہے۔اسی بنیادی فرق کی وجہ سے اسے تکریم خداوندی کا مورد ٹھہرایا گیا ہے دیکھئے آیت میں اسی خصوصیت انسانی پر کس صراحت سے نص کی گئی ہے:

" ولقد کرمنا بنی آدم وحملنا ھم فی البر والبحرورزقنٰھم من الطیبٰت......(الخ) "

اور کچھ ایسے ہی فطرتی تفوق اور فضائل کی بناء پر تکریم سے بڑھ کر خلافت خداوندی کا تاج اس کے سر پر رکھا گیا ہے:

" واذ قال ربک للملائکۃانی جاعل فی الارض خلیفۃ " (پارہ ۱).

پس انسان کی اس متصرفانہ حیثیت اور دیگر اشیاء کی اس خادمانہ حیثیت اور متاعی حیثیت کو برقرار رکھنا صریح تقاضائے فطرت اور عین منشاء خداوندی کے مطابق ہے۔جب بھی ان میں سے کسی ایک نوع کو اس کے فطرتی مقام سے پست و بالا کیا جائے گا تو قانون فطرت کی خلاف ورزی اور حدود خداوندی کی شکست وریخت لازم آئے گی اور یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ انسانی جسم پر عمل جراحی کی مشق یہ اسے دائرہ انسانیت سے نکال کر متاع و جمادات کی نوع میں داخل کرنا ہے تو کسی انسان یا کسی خاص طبقہ انسانی کو یہ کیسے حق دیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی فنی تکمیل کے لئے کسی دوسرے انسان یا اس کے کسی عضوء کو تختہ مشق بنائے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کرے جو ایک لوہار لوہے کے ساتھ یا ایک بڑھئی لکڑی کے ساتھ یا ایک درزی کپڑے کے ساتھ اور ایک قصاب، گوشت کے ساتھ کرتا ہے آخر خدائی حدود کی شکست وریخت کو کیسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔

(وجہ سوم)...... مردہ انسان کو عمل جراحی کے لئے تختہ مشق بنانے میں انسانی جسم کی توہین وتذلیل ہے جو کہ مقام تکریم کے قطعاً خلاف ہے پس عدم جواز ظاہر ہے

(وجہ چہارم)...... بعض احادیث میں آتا ہے کہ مردہ کی روح بھی اسی طرح درد والم کو محسوس کرتی ہے جیسا کہ زندہ انسان کی روح اور مردہ کو بھی ایذاء پہنچتی ہے اور عمل جراحی میں ایذاء ہونا ظاہر ہے اور ایذاء سے احتراز کرنا واجب ہے۔

(وجہ پنجم)...... کوئی سلیم الفطرت اپنے ساتھ یا اپنے کسی عزیز کی لاش کے ساتھ اس معاملہ (عمل جراحی معہود) کو پسند نہیں کرتا تو جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کی جاتی تو آخر لاوارث اور غرباء کی لاشوں کے لئے وہ کیسے پسند کی جاتی ہے؟ اسلام کی نظر میں نفس ہونے کی حیثیت سے شاہ و گدا، امیر و غریب، زبردست و زیردست سب برابر ہیں اور انسانی حقوق میں سب یکساں ہیں۔

(وجہ ششم)....... لاوارث غرباء کی لاشوں کے ساتھ یہ معاملہ کرنا قساوت قلبی اور سخت معاشرتی بے رحمی ہے معاشرہ کا فرض ہے کہ لاوارث لاشوں کا اسی طرح احترام کرے جیسا کہ ہر شخص اپنے اقرباء کی لاشوں کا کرتا ہے اقرباء کی لاشوں کا انتہائی احترام کرنا اور لاوارث نعشوں کو فنی تکمیل کی بھینٹ چڑھا دینا آخر یہ کہاں کا انصاف ہے اور انسانی ہمدردی کی کونسی قسم ہے غرباء پروری اور رحمدلی کی کونسی نوع ہے۔

مختصر التحریر ہوا امید ہے کہ انسانی مردہ جسم پر عمل جراحی کی شرعی حیثیت کے بارے میں آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔

سوال:....... اس پر قدرتی طور پر سوال ہوتا ہے کہ جب یہ عمل جراحی مذکورہ ناجائز ہے تو فن جراحی میں تکمیل کی کیا صورت ہوگی۔

جواب:....... اس کا جواب یہ ہے کہ اولاتو یہی مخدوش ہے کہ بدوں اس کے تکمیل وتحصیل فن ممکن نہیں۔

ثانیاً یہ کہ یہ ایک مشترک انسانی حاجت ہے اس کے لئے کوئی جائز طریقہ تجویز کرنا ماہرین فن کا کام ہے اگر کہا جائے کہ تکمیل مذکور کے لئے کوئی دوسرا طریقہ تجویز کیا جانا دشوار ہے تو جواب یہ ہے کہ ناجائز سہل کے مقابلے میں جائز دشوار کو اختیار کرنا عین عقلی تقاضا ہے اور انسانی خصوصیت ہے آخر چوری اور جائز کسب میں یہی فرق تو ہے، دیگر واضح رہے کہ یہ مشکل شریعت کی طرف سے نہیں بلکہ موجودہ نظام تعلیم کو ترتیب دینے والوں کی طرف سے ہے کہ انہوں نے موجودہ نظام تعلیم کی ترتیب کے وقت جائز وناجائز کی تفریق کو پیش نظر نہیں رکھا یہ تو درکنار جو بیچارے غالبا اس کے ابتدائی شعور سے بھی بے بہرہ ہوں گے، تو ایسے لوگوں کا مرتب کردہ کوئی نظام جب بھی ان لوگوں پر چالو کیا جائے گا جو لوگ جائز وناجائز کی تفریق کے قائل ہیں آخر مشکلات اور دشواریاں ہی تو پیش آئیں گی۔ " فالی اللہ المشتکی واللہ اعلم بالصواب "

(خیر الفتاویٰ جلد ۳ ص ۳۱۷ ط مکتبہ امدایہ ملتان).

(جاری ہے......) ۔